سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۳۵)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

حضرت عمرو بن ابو سرح رضی اللہ عنہ

نام و نسب کا الجھاؤ

حضرت عمرو بن ابو سرح کے دادا کا نام ربیعہ بن ہلال تھا۔ مالک (اہیب: ابو نعیم اصفہانی) بن ضبہ چوتھے اور حارث بن فہر چھٹے جد تھے۔ ساتویں جد فہر بن مالک کی نسبت سے وہ فہری اور قریش سے تعلق رکھنے کی وجہ سے قرشی کہلاتے ہیں۔ ابو سعید (ابو سعد: ذہبی) کنیت اختیار کرتے تھے۔ واقدی، ابو معشر اور ابن سعد نے ان کا نام معمر، ابن اسحٰق، موسیٰ بن عقبہ اور ابو نعیم اصفہانی نے عمرو لکھا ہے۔ ابن عبد البر، ابن اثیر اور ابن حجر نے ان کے حالات زندگی عمرو اور معمر، دونوں ناموں کے تحت بیان کیے ہیں۔ ابن اثیر نے چوتھے جد کا نام عمرو کے ساتھ مالک اور معمر کے ساتھ اہیب لکھا ہے، ابن عبد البر نے دونوں جگہ اہیب، جب کہ ابن حجر نے دونوں صورتوں میں مالک ثبت کیا ہے۔

حضرت عمرو کی والدہ زینب بنت ربیعہ بنو عامر بن لؤی سے تعلق رکھتی تھیں۔ ابن عبد البر اور ابن اثیر نے حضرت وہب بن ابو سرح کو حضرت عمرو کا بھائی قرار دیا ہے، جب کہ ابن حجر نے بھائی مانتے ہوئے نسب دوسرا

بیان کیا ہے۔ انھوں نے حضرت وہب بن سعد بن ابو سرح کو حضرت عمرو کا بھتیجا بتایا ہے، جب کہ ابن سعد، ابو نعیم اصفہانی، ابن عبد البر اور ابن اثیر نے انھیں دوسری شخصیت قرار دیا ہے۔

مصر کے گورنر عبد اللہ بن سعد بن ابو سرح کا حضرت عمرو بن ابو سرح سے کوئی رشتہ نہ تھا، وہ دوسرے قبیلے بنو عامر بن لؤی سے تعلق رکھتے تھے۔

قبول اسلام

حضرت عمرو بن ابو سرح آفتاب رسالت طلوع ہونے کے فوراً بعد نور ہدایت سے منور ہوئے۔

ہجرت حبشہ

حضرت عمرو بن ابو سرح نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حصہ لیا۔ ''الاستیعاب'' اور ''اسد الغابہ'' کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرو کے بھائی حضرت وہب بن ابو سرح نے بھی حبشہ ہجرت کی، جو درست نہیں۔ بلاذری کہتے ہیں: ہیثم بن عدی نے حضرت وہب کا مہاجرین حبشہ میں ذکر کیا ہے، یہ بات ثابت نہیں۔

حبشہ سے واپسی

شوال ۵/ نبوی میں قریش کے قبول اسلام کی غلط خبر حبشہ میں موجود اصحاب تک پہنچی تو کچھ نے یہ کہہ کر مکہ کا رخ کیا کہ ہمارے کنبے ہی ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کو معلوم ہو گیا کہ جو خبر انھیں سنائی گئی، جھوٹ تھی تو ان میں سے کچھ حبشہ لوٹ گئے۔ البتہ تینتیس اصحاب اور چھ صحابیات نے مکہ میں قیام کرنے کو ترجیح دی۔ حضرت عمرو بن ابو سرح انھی میں شامل تھے، انھیں کسی مشرک کی پناہ نہ ملی۔ تینتیس صحابہ میں سے اٹھائیس نے اپنی ازواج کے ساتھ مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور جنگ بدر میں شریک ہوئے، حضرت عمرو کا شمار انھی میں ہوتا ہے۔ چار صحابہ حضرت سلمہ بن ہشام، حضرت عیاش بن ابو ربیعہ، حضرت ہشام بن العاص اور حضرت عبد اللہ بن سہیل کو ان کے اہل قبیلہ نے قید کر لیا اور ایک صحابی حضرت سکران بن عمرو نے ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں وفات پائی۔

ہجرت ثانیہ اور مہاجرین کی واپسی

رجب ۵/ نبوی میں حضرت عثمان کی قیادت میں پندرہ (: ابن ہشام۔ سولہ: ابن سعد) صحابہ و صحابیات کے

حبشہ ہجرت کرنے کو ہجرت اولیٰ کا نام دیا جاتا ہے۔ شوال ۵ ؍ نبوی میں حضرت جعفر بن ابوطالب کی سربراہی میں ایک سو ایک رکنی قافلہ سوے حبشہ روانہ ہوا۔ ابن سعد کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق اس قافلے میں تراسی صحابہ، قریش سے تعلق رکھنے والی گیارہ اور دوسرے قبائل کی سات صحابیات شامل تھیں، قافلے میں موجود آٹھ بچوں کو بھی شمار کر لیا جائے تو ایک سو نو کا عدد حاصل ہوتا ہے۔ اسے ہجرت ثانیہ کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ قریش کے مسلمان ہونے کی افواہ سن کر حبشہ میں مقیم کچھ مہاجرین کے خوشی خوشی اپنے کنبوں میں لوٹنے کے بعد ہوئی۔ انھوں نے لوٹنے والے اصحاب کی تعداد نہیں بتائی، ابن ہشام نے البتہ تینتیس مردوں اور چھ عورتوں کا ذکر کیا ہے۔ مکہ میں داخل ہونے کے بعد قریش کا تعذیب و اذیت رسانی کا سلسلہ زیادہ شدت کے ساتھ دوبارہ شروع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باردگر حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ حضرت عثمان بن عفان نے کہا: ہماری ہجرت اولیٰ اور یہ ہجرت نجاشی کی جانب ہے اور آپ ہمارے ساتھ نہ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: تم اللہ اور میری طرف ہجرت کر رہے ہو اور تمھیں ان دونوں ہجرتوں کا ثواب ملے گا (الطبقات الکبریٰ)۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہجرت اولیٰ میں کل سولہ صحابہ حبشہ گئے تو انتالیس افراد لوٹ کیسے آئے؟ پھر واپس آنے والے صحابہ میں کتنے ہی ہیں جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ہجرت ثانیہ میں حبشہ گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہجرت ثانیہ پہلے ہوئی اور مہاجرین کی واپسی بعد میں، حالاں کہ ہجرت ثانیہ مہاجرین کے مکہ داخل ہونے اور ظلم و تعدی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہونے کے بعد بتائی جاتی ہے۔ ایک مضمون نگار کا جملہ اس عقدے کو کسی طور حل کرتا ہے: پہلے (سولہ رکنی) قافلہ کی روانگی کے بعد لوگ برابر ہجرت کرتے رہے۔ اس طرح رجب اور شوال کے درمیان حبشہ جانے والوں اور مکہ لوٹ کر ہجرت ثانیہ میں شامل ہونے والوں کا شمار پورا ہو سکتا ہے۔ شبلی نعمانی اور اکبر شاہ نجیب آبادی کہتے ہیں: قریش کے مسلمان ہونے کی غلط خبر سن کر مہاجرین کے لوٹنے سے پہلے تراسی مسلمان حبشہ پہنچ چکے تھے، یہ وہی عدد ہے جو ہجرت ثانیہ کے بعد مرد اصحاب کا بتایا جاتا ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری ہجرت اولیٰ کا بیان کرنے کے بعد، افواہ اور مہاجرین کی واپسی کا ذکر کیے بغیر لکھتے ہیں: ان کے پیچھے اور بھی مسلمان (۸۳ مرد ۱۸ عورتیں) مکہ سے نکلے اور حبشہ کو روانہ ہوئے۔ ''تاریخ طبری'' اور ''السیرۃ النبویۃ''، ابن اسحٰق کی عبارتیں بھی یہی ہیں۔ ابن ہشام نے حضرت عثمان کی قیادت میں جانے والے قافلے اور حضرت جعفر کے ساتھ اور ان کے بعد حبشہ ہجرت کرنے والے صحابہ کا ذکر ایک ہی عنوان 'ذکر الهجرة الأولى

إلی أرض الحبشة‘ کے تحت بیان کیا ہے (السیرة النبویة)۔ کئی فصلوں کے بعد انھوں نے اہل مکہ کے اسلام کی خبر سن کر تینتیس صحابہ اور چھ صحابیات کی حبشہ سے واپسی کا ذکر کیا اور ہجرت ثانیہ کا نام نہیں لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ مہاجرین کا مکہ کی طرف رجوع، دونوں ہجرتوں کے بعد ہوا۔

یہ متعین کرنے کے بعد ایک ہی اشکال باقی رہتا ہے: ابن سعد نے صراحت کی ہے کہ ہجرت ثانیہ مہاجرین کے رجوع کے بعد ہوئی۔ چونکہ یہ بیان باقی کتب تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتا، اس لیے درست بات یہی ہے کہ حضرت جعفر بن ابو طالب کا قافلہ ہجرت اولیٰ کے فوراً بعد حبشہ گیا، یہی ہجرت ثانیہ تھی۔ قریش کے مسلمان ہونے کی افواہ سن کر مہاجرین کی مکہ واپسی بعد میں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عثمان کی قیادت میں وہ اصحاب گئے جنھیں ابن سعد ہجرت ثانیہ کا قافلہ قرار دیتے ہیں۔

ہجرت مدینہ

بیعت عقبۂ ثانیہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہجرت کرنے کا اذن ملا تو پہلے اپنے اصحاب کو مدینہ جانے کی اجازت دی۔ صحابہ فرداً فرداً اور اپنے ہم قبیلہ ساتھیوں کے ساتھ مل کر جانے لگے تو حضرت عمرو بن ابو سرح نے بھی شہر نبی کا رخ کیا۔ مدینہ میں وہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھنے والے حضرت کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے، جن کا گھر مدینہ کی مضافاتی بستی قبا میں واقع تھا۔ حضرت حمزہ، حضرت زید بن حارثہ، حضرت ابو مرثد، ان کے بیٹے حضرت مرثد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت انسہ، حضرت ابو کبشہ بھی حضرت کلثوم کے پاس ٹھیرے۔ ۱۲؍ ربیع الاول ۱۳؍ نبوی کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کی معیت میں مدینہ تشریف لائے۔ آپ نے بھی حضرت کلثوم بن ہدم کے ہاں چار روز قیام فرمایا۔ دوسری روایات کے مطابق حضرت حمزہ حضرت اسعد بن زرارہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن خیثمہ کی مہمانی میں رہے۔

مہاجرین وانصار کی فہرست مواخات میں حضرت عمرو بن ابو سرح کا نام شامل نہیں۔

غزوات

حضرت عمرو بن ابو سرح نے غزوۂ بدر میں بھرپور شرکت کی، ان کے بھائی حضرت وہب بن ابو سرح بھی ان کے ساتھ تھے۔ ان کے قبیلے بنو حارث بن فہر کے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت عمرو بن حارث (ابو عمرو)، حضرت سہیل بن بیضا اور حضرت صفوان بن بیضا بھی شریک معرکہ تھے۔ واقدی نے حضرت

عیاض بن زہیر کا اضافہ کیا ہے، جب کہ حضرت وہب بن ابو سرح کے بجاے بنو عامر کی شاخ بنو مالک بن حسل کے حضرت وہب بن سعد بن ابو سرح کا نام شامل کیا ہے (کتاب المغازی)۔ ابن ہشام، ابن جوزی اور ابن کثیر نے بھی حضرت وہب بن ابو سرح کا نام بیان نہیں کیا، جب کہ قاضی سلیمان منصور پوری نے شرکاے بدر میں حضرت عمرو اور حضرت وہب، دونوں بھائیوں کے نام لکھے ہیں (اصحاب بدر)۔

حضرت عمرو بن ابو سرح غزوۂ احد، غزوۂ خندق اور تمام غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔

وفات

حضرت عمرو بن ابو سرح کی وفات ۳۰ھ میں عہد عثمانی میں ہوئی۔

ازواج و اولاد

دو خواتین حضرت عمرو کے عقد میں آئیں: ان کی چچا زاد حضرت امامہ بنت عامر، ان کے بطن سے عبداللہ پیدا ہوئے، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی بہن، انھوں نے عمیر کو جنم دیا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن اسحٰق)، السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، معرفۃ الصحابۃ (ابو نعیم اصفہانی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، انساب الاشراف (بلاذری)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

لیلیٰ بنت ابو حثمہ رضی اللہ عنہا

نسب و نسبت

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ (شاذ روایت: خیثمہ) قبیلہ بنو عدی سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے دادا کا نام حذیفہ (حذافہ: بلاذری) بن غانم تھا۔ مشہور روایت کے مطابق ان کی والدہ جزیرۂ عرب کے شمال میں آباد قبائل تنوخ (Saracens) سے قید کر کے لائی گئی تھیں، ان کا نام نہیں بتایا گیا۔ مصعب زبیری کا کہنا ہے کہ حضرت ابو جہم بن حذیفہ حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ کے ماں جایے تھے اور ان کی والدہ کا نام یسیرہ بنت عبداللہ تھا، جو بنو عدی سے تعلق رکھتی تھیں (نسب قریش ۳۷۰)۔ حضرت سلیمان بن ابو حثمہ حضرت لیلیٰ کے سوتیلے بھائی تھے۔ ان کی

والدہ کا نام حضرت شفا بنت عبداللہ تھا جو جھاڑ پھونک میں شہرت رکھتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

ام عبداللہ حضرت لیلیٰ کی کنیت تھی، وہ عدویہ و قرشیہ کی نسبتوں سے مشہور تھیں۔

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ کی شادی اسلام کے ابتدائی دور میں حضرت عامر بن ربیعہ سے ہوئی جو عنز بن وائل کی اولاد ہونے کی نسبت سے عنزی اور حضرت عمر کے والد خطاب بن نفیل کے حلیف اور متبنیٰ ہونے کی وجہ سے عامر بن خطاب کہلاتے تھے، تاآنکہ اللہ کی طرف سے حقیقی نسبت سے پکارنے کا حکم آ گیا۔

سبقت الی الاسلام

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ اولیں مسلمانوں میں سے تھیں۔ ان کے شوہر حضرت عامر بن ربیعہ نے زمانۂ جاہلیت کے موحد زید بن عمرو بن نفیل سے سن رکھا تھا: میں نے اپنی قوم کی مخالفت کر کے ملت ابراہیم کی پیروی کی ہے اور اب اولاد اسمٰعیل، بنو عبدالمطلب میں ایک نبی کی آمد کا انتظار کر رہا ہوں، میں نہیں جانتا کہ ان کا زمانہ پاؤں گا۔ میں ان کی نشانیاں بیان کیے دیتا ہوں، تم انھیں دیکھ لو تو میرا اسلام کہنا، اس لیے انھیں اسلام کی طرف سبقت کرنے میں کوئی تامل نہ ہوا اور وہ آپ کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے نور ایمان سے منور ہوئے۔ حضرت لیلیٰ بھی آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

حبشہ کی ہجرت اولیٰ

رجب ۵/ نبوی: حضرت عامر، حضرت ابو سلمہ اور حضرت عثمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فریاد کی: یارسول اللہ، ہماری قوم نے ہمیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: حبشہ کی طرف نکل جاؤ، وہاں ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں ظلم نہیں ہوتا، وہ سچائی کی سرزمین ہے۔ چنانچہ حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ اپنے شوہر حضرت عامر بن ربیعہ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان کی قیادت میں حبشہ جانے والے قافلے میں شامل ہوئیں جو بارہ اصحاب، حضرت عثمان، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت ابو سبرہ بن ابو رہم، حضرت حاطب بن عمرو، حضرت سہیل بن بیضا، حضرت عبداللہ بن مسعود اور چار صحابیات، حضرت رقیہ بنت رسول اللہ (زوجہ حضرت عثمان)، حضرت سہلہ بنت سہیل (اہلیہ حضرت

ابو حذیفہ)، حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ (زوجہ حضرت ابو سلمہ)، حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ (اہلیہ حضرت عامر) پر مشتمل تھا۔ ابن جوزی نے حضرت عبد اللہ بن بیضا کے نام کا اضافہ کیا ہے۔

حضرت عامر کے حلیف اور منہ بولے بھائی عمر بن خطاب میاں بیوی پر بہت سختی کرتے تھے۔ انھیں معلوم ہوا کہ دونوں دوسرے اصحاب کے ساتھ مل کر مکہ سے نکلنے کی تیاری کر رہے ہیں تو انھیں ملنے کے لیے آئے۔ حضرت لیلیٰ سفر حبشہ کے لیے اونٹنی پر سوار تھیں، عمر نے پوچھا: ام عبد اللہ، کہاں جا رہی ہو؟ انھوں نے کہا: آپ نے ہمیں دین اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ایذائیں دیں، اس لیے ہم اللہ کی سرزمین میں جا رہے ہیں جہاں ہمیں اللہ کی بندگی کرنے پر تکلیف نہ دی جائے گی۔ انھوں نے دعا کی: اللہ تمھارے ساتھ ہو، پھر چل دیے۔ اس اثنا میں ان کے شوہر حضرت عامر آ گئے۔ حضرت لیلیٰ نے انھیں عمر کے لہجے میں اچانک آ جانے والی نرمی کا بتایا۔ حضرت عامر نے پوچھا: تمھیں امید ہے کہ عمر اسلام قبول کر لیں گے؟ کہا: ہاں۔ حضرت عامر نے جو عمر کے سخت رویے سے نالاں تھے، جواب دیا: بخدا، وہ ایمان نہ لائیں گے جب تک ان کے والد خطاب کا گدھا مسلمان نہ ہو جائے (مستدرک حاکم، رقم ۶۸۹۵۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۲۰۵۷۰)، اللہ کا کرنا ہوا کہ مہاجرین کو حبشہ گئے چند ہفتے گزرے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور حضرت عمر ایمان لے آئے۔

رات کے پچھلے پہر نہایت رازداری کے ساتھ یہ قافلہ بحر احمر کی بندرگاہ شعیبہ پہنچا۔ خوش قسمتی سے یہاں دو تجارتی کشتیاں حبشہ جانے کے لیے تیار تھیں، نصف دینار کرایہ کے عوض عازمین ہجرت ان میں سوار ہو گئے۔ ''طبقات ابن سعد'' اور ''تاریخ طبری'' میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ کرایہ تمام سواریوں کا تھا یا فی سواری نصف دینار طے ہوا تھا۔ مشرکین مکہ ان کا پیچھا کرتے کرتے بندرگاہ پہنچے، لیکن تب تک کشتیاں اللہ کے ان بندوں کو لیے کھلے سمندر میں حبشہ کی جانب رواں دواں ہو چکی تھیں۔ شعیبہ مکہ مکرمہ اور جدہ کے جنوب میں ساٹھ سے زیادہ میل کی مسافت پر واقع قدیم عرب کی مرکزی بندرگاہ تھی۔ ۲۶ھ میں خلیفۂ سوم حضرت عثمان اہل مکہ کی درخواست پر خود تشریف لائے اور ساحل کا معاینہ کرنے کے بعد بندرگاہ جدہ منتقل کرنے کا حکم دیا۔ شعیبہ اس وقت بھی سعودی عرب کا اہم اقتصادی مرکز ہے۔ یہاں سمندری پانی کو صاف کرنے کا عرب دنیا کا سب سے بڑا پلانٹ ہے اور یہاں پٹرول سے بجلی بھی بنائی جاتی ہے۔

قافلے میں حضرت مصعب بن عمیر کی شمولیت

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ بیان کرتی ہیں: ہم حبشہ جانے کے لیے جمع تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مصعب بن عمیر آج شب حبشہ کے لیے نکلنا چاہتا ہے، لیکن اس کی والدہ نے اسے روک لیا ہے۔ آپ کے ارشاد پر حضرت مصعب نے ایک رات حضرت عامر بن ربیعہ کے ہاں گزاری اور اگلی رات چپکے سے ان کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ حضرت مصعب پیدل چل رہے تھے اور ان کے قدموں سے خون رس رہا تھا، حضرت عامر نے جو اونٹ پر سوار تھے، اپنی جوتیاں اتار کر ان کو دے دیں۔ حضرت عامر اور حضرت لیلیٰ کے پاس پندرہ دینار تھے اور حضرت مصعب کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس روایت کے مطابق جو کشتی انھیں ملی یمن کے ساحل مور سے مکئی لاد کر لائی تھی، مکئی اتار کر وہ انھیں مور لے گئی، مور سے وہ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے (الآحاد والمثانی، ابن ابی عاصم، رقم ۳۴۶۹)۔

حبشہ کی ہجرت ثانیہ

شوال ۵ھ: قریش کے مسلمان ہونے کی افواہ سن کر حضرت لیلیٰ بنت ابوحثمہ اور حضرت عامر بن ربیعہ مکہ لوٹ آئے۔ مکہ میں داخل ہونے کے بعد قریش کا ظلم و تشدد کا سلسلہ زیادہ شدت کے ساتھ پھر شروع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار دگر حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت لیلیٰ اور ان کے شوہر حضرت عثمان اور دیگر صحابہ کی معیت میں دوبارہ حبشہ ہجرت کر گئے۔ چند سال حبشہ میں گزار کر میاں بیوی اور کئی اصحاب مکہ واپس آ گئے۔

مدینہ کی طرف تیسری ہجرت

حبشہ سے دوسری بار واپس آنے پر بھی اہل ایمان کی زندگی دوبھر تھی۔ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: مجھے تمھارے دار ہجرت کی خبر دے دی گئی ہے، جو یثرب ہے، جو مکہ سے نکلنا چاہتا ہے، وہاں چلا جائے۔ چنانچہ صحابہ مل جل کر چوری چھپے وہاں جانے لگے۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد سب سے پہلے مدینہ پہنچے، ان کے بعد حضرت عامر بن ربیعہ کی اپنی اہلیہ حضرت لیلیٰ بنت ابوحثمہ کے ساتھ آمد ہوئی۔ حضرت لیلیٰ پہلی صحابیہ تھیں جو مدینہ وارد ہوئیں (مستدرک حاکم، رقم ۶۸۹۴)۔ حضرت عبداللہ بن عامر فرماتے ہیں: میری والدہ سے پہلے کوئی بھی پردہ نشیں خاتون ہودے میں بیٹھ کر مدینہ نہیں آئیں۔ ہجرت کے اس تیسرے سفر میں، میں ان کے ساتھ تھا۔ دوسری روایت کے مطابق ام المومنین حضرت ام سلمہ نے سب سے پہلے مدینہ ہجرت کی۔ حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں: ابوسلمہ کے بعد مدینہ میں مجھ سے پہلے کوئی مہاجر

نہیں آیا اور لیلیٰ بنت ابو حثمہ سے پہلے کسی خاتون نے مدینہ ہجرت نہیں کی، یعنی حضرت ابو سلمہ پہلے مرد مہاجر اور حضرت لیلیٰ پہلی عورت مہاجرہ تھیں۔

پھر صحابہ جوق در جوق شہر ہجرت آنے لگے، حتیٰ کہ مکہ میں مریضوں اور ضعیفوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو اپنے بستر پر سلا کر حضرت ابو بکر کے ہم راہ یکم ربیع الاول ۱۳/ نبوی (۱۳/ ستمبر ۶۲۲ء) کو مکہ سے روانہ ہوئے۔

انصار کا حسن سلوک

حضرت لیلیٰ اور اُن کا خاندان سب سے پہلے مدینہ ہجرت کرنے والے چند مسلمانوں میں سے ایک تھا۔ جب انصار کو ان کے دو مرتبہ حبشہ ہجرت کا علم ہوا، تو اُن کے ساتھ نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے۔ حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ، حضرت سلمہ بن عبد الاسد اور ان کے فوراً بعد مدینہ پہنچنے والے حضرت عبد اللہ بن جحش اور حضرت ابو احمد بن جحش مدینہ کی مضافاتی بستی قبا میں جو قبیلہ بنو عمرو بن عوف کا مسکن تھا، حضرت مبشر بن عبد المنذر کے ہاں مقیم ہوئے۔

حضرت لیلیٰ کے مناقب

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ شجاعت، جرأت اور عزیمت کا مثالی پیکر تھیں۔ شادی کے بعد اپنے شوہر کے قدم بہ قدم ہر آزمایش میں پوری اُتریں۔ حضرت لیلیٰ اور اُن کے شوہر نے غزوۂ بدر سے غزوۂ تبوک تک، تمام غزوات میں بھرپور شرکت کی۔ حضرت عمر کے قبول اسلام میں جہاں اُن کی بہن فاطمہ بنت خطاب کا حصہ ہے، وہیں حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ کی مسلسل کاوشیں بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ حضرت لیلیٰ کو دو قبلوں، بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

بچے کو پرچانا یا جھوٹ بولنا

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عامر بتاتے ہیں: میں چھوٹا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں کھیلنے کے لیے باہر جانے لگا تھا کہ میری والدہ پکاریں: عبد اللہ، آؤ میں تمھیں کچھ دوں۔ آپ نے دریافت فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ انھوں نے بتایا: کھجور۔ آپ نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمھارے ذمہ ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا (ابو داؤد، رقم ۴۹۹۱۔ احمد، رقم ۱۵۷۰۲۔ السنن الکبریٰ،

بیہقی، رقم ۲۰۸۳۹)۔

اولاد

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ کے ایک ہی بیٹے حضرت عبداللہ بن عامر کا ذکر ملتا ہے، انھی سے وہ کنیت کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ کی شادی بھی بنو عدی میں ہوئی۔

روایت حدیث

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ سے کوئی روایت مروی نہیں۔

وفات

حضرت لیلیٰ بنت ابو حثمہ کا سن وفات معلوم نہیں۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، انساب الاشراف (بلاذری)، الآحاد والمثانی (ابن ابی عاصم)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، Wikipedia۔

[باقی]